جہادِ فاطمہ علیہا الصلوٰۃ والسلام

مجاہد ملت مولانا حسن ظفر نقوی صاحب قبلہ (کراچی)

دخترِ رسولؐ حضرت فاطمۃ الزہراؑ کا ذکر آتے ہی ایک ایسی ہستی کا تصور ذہن میں ابھرتا ہے جس کی ساری زندگی غم اُٹھاتے، مصائب جھیلتے گزری ہو۔ ڈھائی تین سال کے سن میں شعب ابی طالب کی سختیاں، کمسنی میں اہل مکہ کے ہاتھوں اپنے باپ کو ایذائیں پہنچتے دیکھنا، مونس وغمگسار ماں کی جدائی، چاہنے والے دادا ابوطالبؑ کا بچھڑنا، ہجرت کا صدمہ، مدینے کی مشکل زندگی لیکن ان تمام مشکلات میں سب سے بڑا سہارا خود پیغمبر اکرمؐ کی ذات گرامی تھی، پیغمبر کی موجودگی میں شہزادی کونینؐ ہر سختی کو مسکرا کر گزارتی چلی جارہی تھیں۔ لیکن باپ کی جدائی کے بعد محض ۷۵ یا ۹۵ دن اتنے سخت گزرے کہ معصومہؑ نے ان ایام کو بدترین اور سخت ترین ایام سے تشبیہ دی ہے۔ یہ ہے وہ مسلسل مصائب سے پُر زندگی کی طرف اشارہ کہ جس کی وجہ سے بی بی کا نام آتے ہی آنکھوں میں نمی کا آجانا باعث تعجب نہیں ہوتا۔

لیکن ہم یہاں ایک اور انداز میں گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ اور وہ ہے معصومۂ کونینؑ کی شجاعت کا وہ باب کہ اگر ہم تھوڑا سا غور کریں تو ہمیں یہ بات سمجھ میں آجائے گی کہ مولائے کائنات علی ابن ابی طالبؑ کے سامنے مرحب وعنتر، اور خیبر وخندق جس انداز میں آئے آپؑ نے انھیں سر کیا۔ لیکن یہی خیبر وخندق جب ہمسرِ حیدرِ کرّارؑ کے سامنے دوسرے انداز میں آئے تو آپ نے انھیں کس انداز میں زیر کیا۔ یہ سمجھنا بہت ضروری ہے آخر کیا بات ہے کہ خدا کا رسولؐ اپنی بیٹی کو ''اُمّ ابیھا'' کا خطاب دے رہا ہے۔ اپنے جسم کا ٹکڑا قرار دے رہا ہے، اس کی رضا کو اللہ کی رضا اور اس کے غضب کو اللہ کا غضب قرار دے رہا ہے۔ خدا کا رسولؐ جانتا ہے کہ اس کی بیٹی کوئی عام خاتون نہیں ہے بلکہ وہ ایک مجاہدہ ہے ایسی مجاہدہ جس نے اپنے بابا کی انقلابی تحریک کو بہت نزدیک سے دیکھا ہے۔ وہ دیکھ رہی ہے کہ جب اس کا بابا مکہ کے جاہلوں کو حق کی طرف آنے کی دعوت دیتا ہے تو وہ اسے کیسی کیسی اذیتیں دیتے ہیں۔ کبھی ایسا بھی ہوا کہ اِن دشمنانِ دین نے پیغمبر اکرمؐ کے جسم اطہر پر کوڑا پھینکا یہاں تک کہ اونٹ کی اوجھڑی (نعوذ باللہ) تک ڈال دی۔ اور یہ چھوٹی سی بچی اپنے بابا کی نصرت کرتی ہے نہ صرف یہ کہ پیغمبرؐ کے جسم سے اس غلاظت کو دور کرتی ہے بلکہ گھر واپس آکر اپنے دادا جناب ابوطالبؑ سے اِن کفار کی شکایت کرتی ہے جس کے نتیجے میں حضرت ابوطالبؑ اپنے بیٹوں، بھتیجوں اور دیگر ہاشمی جوانوں کے ساتھ ان کفار پر دھاوا بولتے ہیں اور ابوجہل جیسے دشمنان رسولؐ کو پیٹ کر وہی غلاظت اس کے چہرے پر مل دیتے ہیں۔

کمسنی ہی میں اس بچی نے اپنے آپ کو آنے

والے حالات کے لئے تیار کرلیا تھا۔ قدرت نے اس بچی کے ہمسر کے طور پر علیؑ کا انتخاب اس لئے کیا تھا کہ مردوں میں بھی شجاع علیؑ سے بہتر کوئی نہ تھا اور عورتوں میں فاطمہؑ جیسی بہادر بی بی کوئی نہ تھی۔ یہ فاطمہ زہراؑ کی ذات ہے کہ اگر یہ نہ ہوتیں تو اہل بیتِ رسولؐ کا مُعرّ ف (تعارف کرانے والا) کوئی دوسرا نہ ہوسکتا تھا۔ ''ھم فاطمۃُ وَاَبوھَا وَبَعلُھَا وَبَنُوھَا'' کا جملہ بتا رہا ہے کہ فاطمہؑ کے سوا جس سے بھی تعارف کرایا جاتا غیر کے داخلے کا امکان موجود رہتا ہے۔ یہی وہ ہستی ہے جو رسالت، ولایت اور امامت کو متحد اور محفوظ کردیتی ہے۔ جنگ احد میں میدان کی طرف جانا رسولؐ اور علیؑ کے زخموں کی دیکھ بھال، ان کی تیمارداری، کمسنی میں گھر بار کی ذمہ داری۔

یہ شرف فاطمہؑ کا ہے کہ اس کی اولاد، اولاد رسول کہلائی۔حسنین کی صورت میں اسلام کے محافظ تیار کرنا اور زینبؑ واُم کلثومؑ جیسی شیر دل بیٹیاں جو فاطمہؑ جیسی ماں کی آغوش میں پرورش پاکر کوفہ وشام کے بازاروں اور درباروں کو اپنے خطبوں سے ہلا کر رکھ دیں گی۔

اگر آپ جناب زینبؑ سے پوچھیں گے کہ تقریر کا یہ باطل شکن انداز کس سے سیکھا تو مجھے یقین ہے کہ جواب یہی ملے گا کہ یہی باطل شکن انداز دکھانے کے لئے تو میری ماں زہراؑ مجھے غاصب کے دربار میں لے گئی تھیں۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ دخترِ رسولؐ کے پیشِ نظر آنے والے تمام ادوار تھے۔ ورنہ مالِ دنیا سے اہل بیت کو کیا سروکار ہوسکتا تھا۔ فدک تو ایک بہانہ تھا۔ ظالموں کے ظلم کو آشکار کرنے کا۔

بقول سروش کے:

میں تیرے قربان شاہزادی فدک کے قصے میں یہ سیاست
جو تو نہ اُٹھتی تو اُٹھ نہ سکتا، خلافتِ غاصبہ کا پردہ

حسنؑ، حسینؑ، زینبؑ، اُمّ کلثومؑ جیسے مجاہد بچوں کو ایک مجاہدہ ماں کی آغوش درکار ہے۔ اور کائنات میں ایسے بہادر اس لئے نہیں مل سکتے کہ کسی بچے کو فاطمہؑ جیسی ماں نہیں مل سکتی۔ فدک کا معرکہ تھا کہ سوائے خاتونِ جنت کے اسے کوئی سر نہ کرسکتا تھا۔

حالات وواقعات اس طرح کے ہوگئے تھے کہ فاتح خیبر وخندق حیدر کرارؑ اگر تلوار کو بے نیام کرتے تو اسلام ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتا۔ اور ابوطالب کے بیٹے پر حکومت کی خاطر خونریزی کرنے کا الزام تھونپ دیا جاتا۔ سازش کرنے والے خوش تھے کہ انھوں نے ایک طرف علیؑ سے اس کا حق چھین لیا ہے اور دوسری طرف علیؑ کو ذوالفقار کے استعمال سے بھی روک دیا ہے۔ ایسے میں دختر رسولؐ میدان عمل میں آتی ہیں اور اپنے تاریخی خطبے سے باطل کو ابدی رسوائی سے دوچار کرتی ہیں۔ اب قیامت تک باطل فدک کی رسوائی سے پیچھا چھڑانا چاہتا ہے مگر فدک ننگ وعار بن کر باطل کے ساتھ ہے۔ یہی وہ مسجد نبوی میں دیا جانے والا خطبہ ہے جس میں شہزادیؑ کونین دوسری خواتین کے علاوہ اپنی معصوم بچیوں زینبؑ اور اُم کلثومؑ کو بھی ہمراہ لائی تھیں تاکہ دونوں شہزادیاں ماں کے لہجے کو اچھی طرح ذہن نشین کرلیں اور دل میں اُتارلیں۔

فاطمہ زہراؑ کی مختصر سی ظاہری زندگی طویل جہاد سے

معمور ہے۔ فاطمہؑ کے سوا کوئی خاتون نہیں جو رسولؐ کے بعد آنے والے زمانے میں مسلمان خواتین کے لئے نمونۂ عمل بن سکے۔ دخترِ رسولؐ نے بیٹی بن کر، زوجہ بن کر اور ماں بن کر ہر کردار کو عظمت عطا کردی۔ آپ نے بتا دیا کہ عورت صرف صنفِ نازک ہی نہیں بلکہ وقت پڑنے پر باطل طاقتوں کے لئے کاری ضرب بھی بن سکتی ہے۔

دنیا کا ہر بڑا انسان ایک عظیم آغوش میں پرورش پاتا ہے۔ اس مختصر سی گفتگو کو اس پیغام پر ختم کرنا چاہتا ہوں کہ اے فاطمہ زہراؑ سے محبت کرنے والی بی بیو تم بیٹی ہو، بہن ہو، ہمسر یا ماں ہو، ہر رشتہ عظیم رشتہ ہے یہ تمام رشتے محبتوں کے رشتے ہیں۔ لیکن وقت پڑنے پر ان تمام محبتوں کو دین پر کیسے نچھاور کیا جاتا ہے۔ یہ دخترِ رسول سے سیکھو۔ آغوش زہراؑ کی تربیت کا اثر کربلا میں دیکھو۔ کس طرح حسینؑ اور زینبؑ نے تمام محبتوں کو نانا کے دین پر نچھاور کردیا۔ خدایا ہمیں توفیق دے کہ ہم مادرِ حسینؑ کے جہاد کو سمجھ سکیں اور پیغام کو سُن سکیں۔

اے جبین مصطفیؐ یہ تو بتا
کتنے سجدوں کا صلہ ہے فاطمہؑ

شانِ فاطمہ سلام اللہ علیہا

جنابِ سید صغیر الحسن عابدی صاحب جائسی

جاری ہے یہ ازل ہی سے فیضانِ فاطمہؑ
جنت خریدتے ہیں ثنا خوانِ فاطمہؑ

تطہیر پڑھ رہی ہے قصیدہ بتول کا
تھی منفرد جو زیر کِسا شانِ فاطمہؑ

نانِ جویں غذا تھی تو کہنہ لباس تھا
عبرت کی اک کتاب ہے یہ شانِ فاطمہؑ

نعمت ہو آسمان کی اس میں اگر تو کیا
عیسیٰؑ کے مائدے میں نہیں نانِ فاطمہؑ

مریم ضرور لائقِ مدحِ کتاب تھیں
لیکن طفیلِ منزلت وشانِ فاطمہؑ

انسانیت کو آلِ نبیؐ سے بقا ملی
کون آدمی نہیں تہہِ احسانِ فاطمہؑ

صبّت علیَّ میں ہے فسانہ حیات کا
یہ ایک شعر بن گیا دیوانِ فاطمہؑ

اتنے بلند شہ کے عزادار ہوگئے
فرشِ عزا پہ ہوگئے مہمانِ فاطمہؑ

آکر درِ بتول پہ معراج مل گئی
رضوانِ خلد بن گیا دربانِ فاطمہؑ

خوانِ جناں جب آگیا فضہ کے واسطے
سمجھے گا کون پھر حدِ امکانِ فاطمہؑ

اسلام کی حیات کو ایثار چاہئے
دیتا ہے ہم کو درس دبستانِ فاطمہؑ

ذکرِ بتول چاہئے اس احترام سے
ہر فکر ہر خیال ہو شایانِ فاطمہؑ

سیراب ہورہا ہے جہاں ان کے مہر سے
ہے خلق پر صغیرؔ یہ احسانِ فاطمہؑ